عمرو اور سبز پری

منصور احمد بٹ

عمرو اور سبز پری

(۹)

منصور احمد بٹ

نواب سنز پبلی کیشنز
اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی

با وقار اور نفاست پسند قارئین کے لئے پر وقار اور نفیس ترین کتابیں

ضابطہ

حقوقِ اشاعت محفوظ ہیں

طابع	نواب سنز پبلی کیشنز
مطبع	فیض الاسلام پریس
حروف آرائی	میٹرکس کمپوزرز
سرورق	ڈیزائن ماسٹر
اشاعت	۲۰۱۰ء

Retail Price
Rs. 25/-

نواب سنز پبلی کیشنز

اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی Ph: 051-5555275

ڈسٹری بیوٹرز اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک اقبال روڈ راولپنڈی فون 051-5772306

عمرو اور سبز پری

عمرو اپنی بوڑھی ماں اور ایک چھوٹے بھائی کے ہمراہ خوش وخرم زندگی گزار رہا تھا۔ اس مرتبہ اسے اپنے گھر سے کہیں باہر گئے ہوئے کافی عرصہ ہو چکا تھا۔ سیر و سیاحت اور نت نئی مہمات سر کرنا تو اس کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ اپنے ساتھ پیش آئے ہوئے حیرت انگیز واقعات اور اپنے کارناموں کی داستانیں وہ لوگوں کو بڑے دلچسپ انداز میں سنایا کرتا تھا۔

یار دوستوں نے کئی بار اس سے دریافت کیا کہ تم کافی عرصہ سے کہیں نہیں گئے۔ کیا اب سیر و سیاحت کا شوق ختم ہو چکا ہے۔

عمرو جواب میں کہتا۔

"نہیں بھئی، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ بس کیا بتاؤں میری ایک مجبوری ہے۔"

دوستوں نے پوچھا۔

''مگر ایسا کیوں، آخر کیا مجبوری ہے تمہیں؟''

عمرو نے جواب دیا۔

''بات یہ ہے کہ میری بوڑھی ماں بہت دنوں سے بیمار ہے۔ وہ صحت یاب ہو جائے پھر کہیں جاؤں گا۔''

اتفاق کی بات کہ عمرو کی ماں تندرست ہونے کے بجائے اور زیادہ بیمار ہو گئی۔ بہت علاج معالجہ کیا لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ اب عمرو اور اس کا چھوٹا بھائی قمرو بہت فکر مند رہنے لگے۔ ماں کے علاج کے سلسلہ میں عمرو نے مہنگی سے مہنگی دوائیں لا کر دیں اور ہر طرح سے دیکھ بھال اور خدمت کی لیکن ماں کی حالت سدھرنے کے بجائے دن بدن بگڑتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ اس کا علاج کرنے والے حکیم لوگ بھی مایوسی کا اظہار کرنے لگے۔

ایک روز صبح سویرے ماں نے اپنے دونوں بیٹوں کو اپنے پاس بٹھایا اور کمزور آواز میں بولی۔

''میرے بچو! ایسا لگتا ہے کہ میری زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں۔ اب میں نہ بچ سکوں گی۔ حکیم صاحبان بھی مایوسی کا اظہار کر رہے ہیں۔''

''ایسا نہ کہو ماں، تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔ اللہ میاں کے ہاں دیر ہے

اندھیر نہیں۔ مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم یقیناً صحت یاب ہو جاؤ گی۔'' عمرو نے کہا۔

ماں نے خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

''یہ محض دل کو تسلی دینے کی بات ہے بیٹا! میں جانتی ہوں کہ یہ بیماری میری جان ہی لے کر جائے گی کیونکہ تمہارا باپ بھی اسی مرض میں اللہ کو پیارا ہوا تھا۔ تم اس وقت بہت چھوٹے تھے اس لئے تمہیں یاد نہیں۔''

غرض ماں کی مایوس کن باتیں سن کر عمرو بہت رنجیدہ ہو گیا ماں نے پھر کہا۔

''تمہیں میری یہ نصیحت ہے بیٹا! کہ تم اپنے چھوٹے بھائی قمرو کا خیال رکھنا۔ اسے پیار محبت کے ساتھ رکھنا۔ اگر تم نے اس کو کسی قسم کا دکھ دیا تو میری روح کو تکلیف ہو گی۔ عمرو بولا۔

''ماں! ایسی باتیں نہ کرو۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔''

وہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ قمرو نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہاں ایک نہایت پر اثر نورانی صورت والے بزرگ کھڑے ہوئے تھے۔

قمرو نے انہیں سلام کیا۔

بزرگ نے دعائیں دینے کے بعد سوال کیا۔

"بیٹا! معلوم ہوا ہے کہ یہاں اس گھر میں کوئی خاتون سخت بیمار ہے۔ کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں؟"

بزرگ کی آواز سن کر عمرو جلدی سے دروازے پر پہنچا ایک اجنبی بزرگ کو اپنے گھر کے دروازے پر دیکھ کر وہ بھی بہت حیران ہوا۔ خیر۔ انہیں سلام کرنے کے بعد کہا۔

اندر تشریف لائیے۔

بزرگ گھر کے اندر چلے آئے۔ عمرو اور قمرو نے بزرگ کو بڑی عزت کے ساتھ ایک مونڈھے پر بٹھا دیا۔

بزرگ نے بیمار خاتون کی طرف نگاہ دوڑاتے ہوئے کہا۔

"شاید تم اس مریضہ کے بیٹے ہو۔" عمرو نے جواب دیا۔

"جی ہاں محترم! لیکن آپ کو ہماری ماں کی بیماری کا کیسے علم ہوا؟" بزرگ نے بتایا۔

بھئی۔ ہم اللہ والے ہیں۔ اللہ کے مصیبت زدہ اور پریشان حال بندوں کی خدمت کرنا ہی ہماری زندگی کا مقصد ہے۔ آج ہی اس قصبہ میں آنا ہوا تو لوگوں کی زبانی اس خاتون کی شدید بیماری کا حال معلوم ہوا۔ بس یہاں چلے آئے۔"

عمرو نے عرض کی۔

"جناب! ہماری ماں ایک انتہائی جان لیوا مرض میں مبتلا ہے۔

حکیموں نے جواب دے دیا ہے۔ اب آپ ہی کچھ کریں۔ ہماری ماں کو صحت یاب کر دیں۔ اس کے عرض آپ ہمارے لئے جو خدمت بتائیں گے ہم بسر و چشم انجام دیں گے۔''

بزرگ نے کہا۔''میں مریضہ کی نبض دیکھنا چاہتا ہوں۔''

عمرو نے ماں کا ہاتھ پکڑ کر بزرگ کی طرف بڑھایا۔ بزرگ نے نبض دیکھنے کے بعد کچھ دیر کے لئے خاموشی اختیار کر لی پھر بولے۔

''دیکھو بیٹا! تم لوگوں کی ماں کو جو مرض لاحق ہے۔ اس کا علاج کسی حکیم یا وید کی دوا سے ممکن نہیں۔ اس کا علاج صرف ایک پھل کھانے سے ہو سکتا ہے۔''

''پھل''

''ہاں۔ ایک حیات بخش اور صحت بخش پھل۔ جس کا نام نارا ناشی ہے۔''

''نارا ناشی۔''

''ہاں بیٹا! یہ ایک ناشپاتی کی شکل کا پھل ہے جو یہاں سے شمال کی جانب کوہ سفید میں مل سکتا ہے۔

اب رہا اس مقام تک پہنچنا اور وہ پھل حاصل کرنا تو یہ ایک بے حد کٹھن اور دشوار گزار کام ہے۔ کوئی با ہمت حوصلہ مند اور بہادر انسان ہی یہ کام انجام دے سکتا ہے۔ اس پھل نارا ناشی کی بڑی خصوصیت یہی

ہے کہ اس کے کھانے سے انسان کبھی بیمار نہیں ہوتا اور انتہائی مہلک بیماری میں مبتلا مریض بھی اس کو کھا کر صحت یاب ہو جاتا ہے۔

بزرگ کی زبانی اس عجیب وغریب پھل کے متعلق سن کر عمرو اور اس کا بھائی قمرو بہت حیران ہوئے۔

بزرگ نے انہیں مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''تم اس کام کے لئے کسی باہمت نوجوان کو راضی کرلو۔ ہاں اگر خدانخواستہ وہ پھل نہیں مل سکا تو تمہاری بیمار ماں زیادہ سے زیادہ ایک ماہ اور زندہ رہ سکتی ہے۔''

بزرگ نے کہا۔

''اچھا۔ خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔ میں ابھی چھ روز مسجد میں قیام کروں گا۔ مجھ سے ملنا ہو تو وہیں چلے آنا۔''

بزرگ کو رخصت کرنے کے بعد دونوں بھائی گھر سے باہر آ کر مشورہ کرنے لگے۔ پھر عمرو قمرو کو ماں کا خیال رکھنے کی ہدایت دے کر اسی وقت ایک گھوڑے پر سوار ہو کر کوہ سفید کی تلاش میں روانہ ہو گیا۔

کئی روز کے بعد اسے ایک جنگل میں ایک بڑھیا ملی۔ عمرو نے اس سے کوہ سفید کے بارے میں پوچھا تو وہ بولی۔

''دیکھو بیٹا! ان پہاڑوں پر ایک ظالم دیو رہتا ہے جس نے وہاں کی پری زاد ملکہ حور بانو کے سفید و شفاف محل پر قبضہ کر رکھا ہے اور حور

بانو کو ایک پنجرے میں بند کر رکھا ہے۔ ملکہ حور بانو کو سرخ پری بھی کہا جاتا ہے۔ اگر تم سرخ پری تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور اس کو ظالم دیو کی قید سے رہائی دلانے میں کامیاب ہو گئے تو وہ سرخ پری ہی تم کو نارا ناشی نام کا پھل لا کر دے دے گی۔ کیونکہ اس پھل کے درخت کا اس پری کو ہی علم ہے کہ وہ کہاں موجود ہے اور سن ...... بیس میل آگے جا کر یہ راستہ تین راستوں میں بٹ جائے گا جہاں تین بانس کے پودے اگے ہوئے ہیں۔ تیز ہوا سے بانس کے پتے جس طرف جھکے تم اسی راستے پر چلے جانا بڑھیا نے کہا۔ عمرو اس کا شکریہ ادا کر کے آگے روانہ ہو گیا۔

بڑھیا کے بیان کے مطابق بہت آگے جا کر اس کو گھوڑا روک دینا پڑا۔ کیونکہ سڑک تین راستوں میں تقسیم ہو چکی تھی اور اس جگہ پر بانسوں کے بہت سے جھاڑ اگے ہوئے تھے۔

بانسوں کے پتے جس راستے کی طرف جھکے ہوئے تھے وہ بے حد خراب راستہ تھا۔ جگہ جگہ ڈھلوان، تنگ اور دشوار گزار راستہ تھا۔

عمرو کو اگرچہ بڑی بی کی بات یاد تھی لیکن اس نے دل میں سوچا کہ میں کوئی بھی راستہ اختیار کر لوں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ تنگ اور دشوار گزار راستے سے جانے کے بجائے بہتر ہو گا کہ صاف ستھرے، کشادہ اور ہموار راستہ کو اختیار کر لوں۔ مقصد تو منزل مقصود پر پہنچنا

ہے۔ کسی بھی راستے سے وہاں پہنچ جاؤں گا۔

چنانچہ وہ اس راستے پر ہولیا جو باقی دو راستوں کہ بہ نسبت زیادہ چوڑا۔ ہموار اور آسان تھا۔

ابھی عمرو نے چار پانچ میل کا سفر ہی طے کیا تھا کہ اچانک کوا کہیں سے اڑتا ہوا آیا اور عمرو کے سر کے اوپر آ کر بولا۔

''اے نادان اس طرف مت جا۔ آگے گونگے دیو کی حکومت ہے۔'' عمرو کوے کو بولتے دیکھ کر پہلے تو حیران ہوا پھر بولا۔

''کیا گونگا دیو کوہ سفید کے ظالم دیو کا دوست ہے؟''

''نہیں۔ بلکہ گونگا دیو کوہ سفید کے ظالم دیو کا دشمن ہے۔'' کوے نے کہا۔

''ٹھیک ہے تب میں گونگے دیو کو اپنا دوست بنانے کی کوشش کروں گا۔ عمرو نے کہا پھر وہ کوے کے منع کرنے کے باوجود آگے بڑھنے لگا وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ گونگے دیو سے اس کو کس طرح نمٹنا ہے۔

چند میل کا راستہ طے ہوا تو ایک پہاڑی پر قلعہ نما عمارت دیکھ کر عمرو کو خیال آیا کہ شاید یہ گونگے دیو کا قلعہ ہو گا۔

ابھی وہ قلعہ کے دروازے کے سامنے ہی پہنچا تھا کہ کئی چھوٹے بڑے دیوؤں کے ایک گروہ نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

عمرو کے ہاتھ رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ دیوؤں کی ٹولی

اس کو پکڑ کر قلعہ کے اندر لے گئی جہاں ایک بڑے کمرے میں ایک بڑے خوبصورت تخت پر ایک لمبا تڑنگا دیو بیٹھا ہوا تھا۔

عمرو کو دیکھتے ہی اس کے چہرے پر شدید غصے کی لہر دوڑنے لگی۔

اس نے اشاروں سے اپنے غلام دیوؤں سے پوچھا۔

''یہ کون ہے اور یہاں کیوں لایا گیا ہے؟'' ایک غلام دیو نے عرض کی۔

''آقا! یہ آدم زاد ہماری سلطنت میں گھس آیا تھا، کیوں آیا ہے۔ کیا مقصد ہے اس کے بارے میں یہ خود ہی بتائے گا۔''

گونگا دیو قہر آلود نظروں سے عمرو کو دیکھنے لگا پھر اشارے سے وہی سوال دوہرایا۔

عمرو نے اپنی سوچی ہوئی ترکیب پر عمل کرنا شروع کیا۔ ہاتھ باندھ کر عرض کی۔

''آقا! میں آپ کے دشمن کوہ سفید کے دیو کو ختم کرنے کے آیا ہوں......'' دیو کے اشاروں کو اس کے غلام دیو نے یوں بیان کیا۔

''اے انسان! تمہیں اس سے کیا فائدہ ہوگا؟''

''میں دراصل اپنی بیمار ماں کے لئے نارا ناشی پھل حاصل کرنے آیا ہوں جو کوہ سفید میں ہی دستیاب ہوسکتا ہے۔ ظاہر ہے کوہ سفید کے حکمران دیو ہلاک کئے بغیر مجھے اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوسکتی۔''

گونگے دیو نے مزید کوئی اشارہ کیا تو اس کے غلام دیو نے بتایا۔
''اے نوجوان! ہمارے آقا نے کہا ہے کہ اگر تم ظالم دیو کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس کی قیدی سرخ پری کو ہمارے حوالے کردو گے۔''

عمرو نے وعدہ کیا۔''جی ہاں۔ میں سرخ پری کو یقیناً آپ کے حوالے کر دوں گا اور وہ تمام سلطنت بھی آپ کی ہو گی جس پر ظالم دیو نے جبری قبضہ کر رکھا ہے۔''

یہ سن کر گونگے دیو کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس نے اپنے غلام دیوؤں کو اشارہ کیا۔

انہوں نے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے عمرو کو چھوڑ دیا۔ گونگے دیو نے اشاروں کہا۔''کوہ سفید جانے کے لئے میں تمہیں ایک اڑن کھٹولہ دیتا ہوں۔ میرے غلام دیوؤں کی ایک ٹولی تمہاری حفاظت کے پیش نظر تمہارے ساتھ ہوگی۔''

اس کے علاوہ ایک گرز، تلوار اور جادوئی ٹوپی بھی دی جاتی ہے۔
ٹوپی کا کمال یہ ہے کہ تم اس کو پہن لو گے تو خود تو سب کو دیکھ سکو گے لیکن تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا اسی طرح یہ تلوار بھی کراماتی ہے۔ تم اس کے ہر وار سے دشمن کا کام تمام کر سکتے ہو۔ مطلب یہ کہ اس کا ہر ایک وار دشمن کے لئے جان لیوا ثابت ہوگا۔

عمرو نے یہ چیزیں لینے کے بعد گونگے دیو کا شکریہ ادا کیا۔

اڑن کھٹولے کو استعمال کر کے تمام طریقے بھی عمرو کو اچھی طرح سمجھا دیئے گئے۔

عمرو نے اڑن کھٹولے میں سوار ہونے کے بعد اپنا دایاں ہاتھ بلند کیا تو اڑن کھٹولہ زمین سے بلند ہو گیا اور آہستہ آہستہ آگے کی جانب اڑنے لگا۔

جب عمرو نے انگلی کو تیزی سے گھمایا تو اڑن کھٹولہ کی رفتار تیز ہو گئی۔

راستے میں اس کو ایک ہری بھری وادی کے درمیان ایک خوبصورت محل دکھائی دیا۔

عمرو نے سوچا کہ ایسا عظیم الشان محل تو اس نے زندگی میں پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

محل کے آس پاس دور دور تک بہت سے مکانات بھی بنے ہوئے تھے۔ گویا ایک چھوٹا سا شہر آباد تھا جو بہت صاف ستھرا اور خوبصورت شہر تھا۔

عمرو نے اپنا اڑن کھٹولہ نہر کے قریب ہری مخملی گھاس پر اتارنے کے بعد اڑن کھٹولے سے باہر نکل کر ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو فی الوقت وہاں کوئی دکھائی نہیں دیا۔

ایسے سہانے موسم میں خوبصورت باغ کا دلفریب منظر دیکھ کر

اس کا دل چاہا کہ بس یہیں ڈیرا جما دے۔

عمرو نہر کے کنارے بیٹھ کر رنگ برنگ کی مچھلیوں کو دیکھنے لگا۔ یکا یک اس نے دیکھا کہ ان میں ایک خوبصورت سنہرے رنگ کی مچھلی عمرو کے قریب آ کر رک گئی اور اپنا منہ پانی سے باہر نکلا کر انسانی آواز میں بولی۔

''اے اجنبی! تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟''

عمرو نے جواب دیا۔

''میں بھی تم سے یہی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ تم مچھلی ہو کر انسانوں کی طرح کیسے بات کر رہی ہو۔ یہ کیا بھید ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ یہاں کون لوگ رہتے ہیں؟

مچھلی نے کہا۔

''اے نوجوان! یہ جادونگری ہے لہٰذا یہاں کی ہر چیز نرالی اور حیرت انگیز نظر آئے گی۔ تم نہر کے اندر بہت سی مچھلیاں دیکھ رہے ہو۔ یہ دراصل پری زاد حسینائیں ہیں۔ اس شہر کا حاکم ایک جادوگر ہے جس کا نام ''بیرم جادوگر'' ہے۔ ہم لوگ اس کی کنیزیں ہیں اور محل کے اندر رہتی ہیں۔ لیکن محل کے باہر وہ ہمیں ہمارے اصلی روپ کے بجائے کسی جانور یا پرندے کے روپ میں تبدیل کر کے بھیج دیتا ہے۔ وہ شاندار محل اسی جادوگر کی رہائش گاہ ہے۔

اس وقت وہ محل کے اندر اپنی خواب گاہ میں سو رہا ہوگا۔ کم بخت چند گھنٹوں کے لئے سوتا ہے۔ جب وہ اٹھ جائے گا تو محل کے چاروں گنبدوں میں نصب شدہ گھنٹیاں بجنے لگیں گی۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب ہم تمام کنیزوں کو محل کے اندر طلب کیا جا رہا ہے۔"

"اچھا، تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام شمشاد ہے اور آپ کا نام؟"

"میں ایک پردیسی مسافر ہوں اور ماں باپ نے میرا نام عمرو رکھا تھا۔"

"کاش کوئی ہمیں اس ظالم جادوگر کی قید سے رہائی دلا دے۔" شمشاد نے کہا۔

"کیا یہ کام بہت مشکل ہے؟"

"مشکل تو ہے لیکن ناممکن نہیں، بشرطیکہ کوئی نڈر اور بہادر آدمی اس کام کو انجام دینے کا بیڑہ اٹھا لے۔"

"یہ بات ہے تو میں یہ کام سرانجام دینے کی کوشش کروں گا۔" شمشاد پری نے کہا۔

"تم انسانوں کی دنیا سے آئے ہو۔ یہ جادو کی دنیا ہے۔ یہاں ایک خطرناک جادوگر کا راج ہے جو پل بھر میں انسان جانور یا پرندہ بنا دیتا ہے۔"

”ہو سکتا ہے کہ وہ ایسا کرتا ہو لیکن مجھے اپنے اللہ کی ذات اور اس کی مدد پر پورا بھروسہ ہے۔ نیت صاف ہو ارادہ نیک ہو۔ مقصد اعلیٰ ہو تو اللہ میاں ضرور مدد کرتا ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ نہ صرف تمہیں بلکہ تمہاری تمام ساتھی کنیزوں کو اس ظالم بیرم جادوگر کی قید اور غلامی سے چھٹکارا دلا دوں۔“

شمشاد پری نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”لیکن یہ بہت مشکل کام ہے عمرو! ہمارے لئے اپنی جان کو خطرے میں مت ڈالو۔“

”نہیں شمشاد! اب میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں اس نیک کام کو ضرور انجام دوں گا۔ میں موت سے نہیں ڈرتا جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ میرا ایمان ہے کہ ہمتِ مرداں مدد خدا۔“

”دیکھو شمشاد! تم مجھے محل میں داخل ہونے کا راستہ بتا دو۔“

شمشاد پری نے جواب دیا۔

”یہ بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ محل مین داخل ہونے کا کوئی راستہ نہیں۔ اس کا صرف ایک ہی بڑا دروازہ ہے جو صرف اسی وقت کھلتا ہے جب بیرم جادوگر کو اپنی آٹھ گھوڑوں کی سواری میں کہیں جانا ہوتا ہے۔ ورنہ عام طور پر وہ دروازہ بند ہی رہتا ہے۔“

عمرو نے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

”ہونہہ۔ تو یہ معاملہ ہے۔ محل میں داخل ہونے اور بیرم جادوگر تک پہنچنے کے لئے مجھے کوئی نہ کوئی ترکیب ضرور سوچنی ہوگی۔“

شمشاد نے التجا کی۔

”نہیں عمرو! تم اپنی زندگی کو خطرے میں نہ ڈالو۔ جاؤ۔ واپس چلے جاؤ۔ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ جاؤ عمرو۔ واپس چلے جاؤ۔ خدا کے لئے واپس چلے جاؤ۔“

عمرو نے کہا۔

”نہیں شمشاد! اب تو میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں اس کم بخت جادوگر کو ختم کئے بغیر واپس نہیں جاؤں گا۔ تم میری فکر نہ کرو۔ میں کسی بھی صورت محل کے اندر داخل ہو جاؤں گا اور تم سے محل کے اندر ملاقات کروں گا۔ میں تمہیں تمہارے اصلی روپ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔“

اتنے میں شمشاد کو کچھ اور ساتھی مچھلیوں نے قریب آ کر کہا۔

”ارے شمشاد! اب باتیں ختم کرو۔ دیکھو سب مچھلیاں ہم سے کتنی دور جا چکی ہیں۔ آؤ۔ چلو۔ بہت دیر ہوگئی۔“

شمشاد نے عمرو کو خدا حافظ کہا اور پانی کے اندر تیرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

عمرو نے اڑن کھٹولے کو ایک گھنے جھاڑی کے پیچھے چھپا دیا اور

خود ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ کچھ دور محل کی عالیشان عمارت نظر آ رہی تھی۔ یکا یک اس کو خیال آیا کہ اگر میں یونہی گھومتا رہا تو کہیں جادوگر کو میری موجودگی کا علم نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے تھیلے میں سے کراماتی ٹوپی نکال کر سر پر رکھ لی۔ اب وہ دوسروں کی نظروں سے غائب ہو چکا تھا۔

یوں قدرے بے فکری کے ساتھ وہ محل کی بیرونی دیوار تک جا پہنچا۔ اس کے بعد دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا عمارت کے چاروں طرف گھومتا رہا۔ یہاں تک کہ محل کے صدر دروازے کے سامنے جا پہنچا۔ جس پر ایک بہت بڑا تالہ پڑا ہوا تھا۔

صدر دروازے کے دونوں طرف دو لمبے تڑنگے مضبوط جسم کے پہرے دار کھڑے ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں چمکدار نیزے تھے۔

دروازے پر لگے ہوئے تالے کی چابی ایک پہرہ دار کے گلے میں کسی لاکٹ کی طرح لٹک رہی تھی۔

عمرو طلسماتی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ اس لئے پہرہ داروں کی نظروں سے اوجھل تھا۔

اب اس نے گونگے دیو کی دی ہوئی کرشماتی تلوار سے کام لینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ تلوار گھمائی اور ایک ہی وار میں دونوں پہرہ داروں کا کام تمام کر دیا اور ایک پہرہ دار کے گلے سے چابی نکالنے کے بعد

لاشوں کو گہری کھائی میں پھینک دیا جو صدر دروازے کے قریب ہی بنی ہوئی تھی۔

اس کے بعد نہایت پھرتی سے دروازے کا تالا کھولا اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

دروازہ دوبارہ بند کرنے کے بعد اس نے دیکھا کہ محل کی اصل عمارت کے چاروں طرف ایک خوشنما باغ بنا ہوا ہے۔

محل کے برآمدے میں باغ کے بعض حصوں میں چند حسین و جمیل پری زاد دوشیزائیں گھوم رہی تھیں۔

وہ سوچنے لگا کہ شاید ان میں سے کوئی شمشاد پری ہو لیکن مسئلہ یہ تھا کہ یہ کیونکر معلوم کیا جائے۔

باغ کے ایک اور حصہ میں پہنچا تو وہاں تین چار پریاں آپس میں گفتگو کر رہی تھیں۔

عمرو ان کے قریب جا کر ان کی باتیں سننے لگا۔

ایک پری بولی۔

''اللہ جانے وہ اجنبی نوجوان ہماری مدد کو آئے گا بھی یا نہیں۔''

دوسری نے کہا۔

''مجھے تو اس کی باتوں پر یقین نہیں آتا۔ یونہی گپیں مار رہا تھا۔ بیرم جادوگر کے محل میں داخل ہونا ہی بہت مشکل کام ہے۔ جادوگر کو ختم

کرنا تو اور بھی مشکل ہے۔"

تیسری پری کہنے لگی۔

"نہیں ...... تم غلط کہتی ہو۔ وہ بہت بہادر اور پکے ارادے کا نوجوان معلوم ہوتا ہے۔ وہ ضرور آئے گا۔ تم دیکھ لینا وہ ہمیں اس محل کی قید سے ضرور رہائی دلوائے گا۔"

پہلی پری نے طنزاً کہا۔

"بھئی شمشاد! تم اس نوجوان کی خواہ مخواہ طرفداری کرتی رہتی ہو۔ شاید تمہیں وہ پسند آ گیا۔ بھلا ایک سیدھا سا آدم زاد ایک خطرناک جادوگر سے کیوں کر مقابلہ کر سکتا ہے۔"

شمشاد پری نے کچھ غصے میں کہا۔

"میں دعوے سے کہتی ہوں کہ وہ ضرور آئے گا۔ میں نے اس کی گفتگو سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ عام نوجوانوں جیسا نہیں تھا۔ بڑی ہمت اور حوصلہ رکھنے والا آدم زاد ہے۔ ایسے دلیر اور بہادر آدمی ناممکن بات کو بھی ممکن بنا دیتے ہیں۔"

عمران پریوں کے قریب کھڑا تمام گفتگو سن کر خوش ہو رہا تھا کہ شمشاد پری اس کی حمایت میں یوں جوشیلے انداز میں باتیں کر رہی ہے۔

طلسماتی ٹوپی کے سبب وہ پریوں کی نظروں سے اوجھل تھا۔

اس کو شرارت سوجھی۔ ایک تنکا اٹھا کر اس کو شمشاد پری کے کان سے لگایا تو شمشاد پری نے تلملا کر کہا۔

"نہ جانے میرے کان میں کیا کاٹ رہا ہے۔ کم بخت کوئی کیڑا ہے یا کچھ اور......"

اب عمرو نے اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جا کر دھیمی آواز میں کہا۔

"نہ کیڑا ہے نہ کچھ اور...... بلکہ عمرو ہے۔"

یہ آواز سنتے ہی شمشاد پری چونک پڑی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ عمرو نے پھر کہا۔

"تم مجھے نہ دیکھ سکو گی کیونکہ میں تم سب کی نظروں سے غائب ہوں۔"

وہ حیرت زدہ لہجہ میں بولی۔

"مگر تم یہاں کیسے آئے؟"

"پیروں سے چل کر آیا ہوں؟"

"مگر کیسے؟"

"یہ پھر بتاؤں گا۔"

شمشاد کو بولتا ہوا دیکھ کر اس کی ہمجولیوں کو بھی سخت تعجب ہوا۔ ان میں سے ایک پری جس کا نام نیلم تھا۔ کہنے لگی۔

''اری شمشاد! تم کس سے باتیں کر رہی ہو؟''

دوسری پھر تیسری نے بھی یہی سوال دوہرایا۔ شمشاد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تم لوگ میری باتوں کا مذاق اڑا رہی تھیں۔ تم سب کو یقین نہ آتا تھا کہ عمرو محل کے اندر داخل ہو سکے گا۔ لیکن اب تم کو ماننا پڑے گا کہ عمرو نے جو کچھ کہا تھا وہ کر کے دکھائے گا۔''

نیلم پری نے شمشاد کی باتوں کا ایک بار پھر مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

''شاید تمہارا دماغی توازن بگڑ گیا ہے۔ نہ جانے کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔''

شمشاد بولی۔

''میں سچ کہہ رہی ہوں میری سہیلیو! بالکل سچ کہہ رہی ہوں۔ بات پر یقین کرو۔ عمرو محل میں داخل ہو چکا ہے۔''

تیسری پری نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ نہ جانے کیا بک رہی ہو بھلا تمہیں کیسے معلوم کہ وہ محل میں داخل ہو چکا ہے۔ صدر دروازہ بند ہے جہاں دو پہرہ دار برہنہ شمشیریں لئے کھڑے ہیں۔ بھلا ان کی موجودگی میں عمرو کیسے آ سکتا ہے۔ چلو بھئی اپنا اپنا کام کرو۔ یہ شمشاد تو اس کے تصور

میں پاگلوں جیسی باتیں کرنے لگی ہے۔"

شمشاد نے اپنی سہیلیوں کی باتوں کا برا نہیں مانا کیونکہ اپنی جگہ وہ بھی صحیح کہہ رہی تھیں۔ کسی آدم زاد کا جادوگر کے محل میں داخل ہونا انہونی سی بات تھی اور عمرو کے محل میں داخل ہونے کی بات کو شمشاد کے سوا اور کوئی نہ جانتی تھی۔

"خیر۔" اس نے اپنی سہیلیوں سے کہا۔

"تم لوگ چلو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

سہیلیوں کے جانے کے بعد وہ غیبی عمرو سے مخاطب ہو کر بولی۔

"کہاں ہو تم عمرو۔"

اس بڑی جھاڑی کے پیچھے چلی آؤ میں تم سے ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔"

شمشاد گھنی جھاڑی کی اوٹ میں پہنچی تو عمرو نے اپنے سر سے ٹوپی اتار ڈالی اور شمشاد کے سامنے ظاہر ہو گیا۔

شمشاد نے اس کو دیکھا تو خوشی اور حیرت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اس سے یوں مخاطب ہوئی۔

"واقعی تم نے کمال کر دیا عمرو! تم نے سنا ہوگا کہ میری سہیلیوں کو تمہارا محل میں داخل ہونے کا قطعی یقین نہیں۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ تم یہاں آ چکے ہو۔"

عمرو نے کہا۔

''ہاں۔ وہ بھی درست کہتی ہیں۔ یہ کوئی آسان مرحلہ نہ تھا۔ خیر ۔ اب ان باتوں کا وقت نہیں۔ مجھے بتاؤ کہ وہ ظالم جادوگر 'بیرم' اس وقت کہاں ہے۔''

شمشاد نے جواب دیا۔

''وہ اس وقت اپنی خواب گاہ میں سو رہا ہے۔ بس اٹھنے ہی والا ہے۔''

''کیا تم مجھے اس کی خواب گاہ تک چھوڑ آؤ گی۔؟''

''نہیں۔ یہ میرے بس کی بات نہیں۔ اس کی خواب گاہ میں کچھ اور پری زاد کنیزوں کو جانے کی اجازت ہے۔''

''وہ کہاں ہیں؟''

''محل کی سب سے اوپر والی منزل پر ہیں جہاں بیرم جادوگر کی خواب گاہ ہے۔ ہاں۔ میں تمہیں اس زینے کا راستہ بتا دیتی ہوں جس پر چڑھ کر تم اس منزل پر پہنچ جاؤ گے۔''

''یہ ٹھیک ہے۔''

''عمرو! مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ کہیں تم مصیبت میں نہ پڑ جاؤ۔''

''گھبراؤ نہیں شمشاد! میں اتنا بے وقوف اور بزدل آدمی نہیں ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ کام نہایت ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ

انجام دینا ہوگا۔"

"ہاں عمرو! میری یہی درخواست ہے کہ تم اپنا خیال رکھنا۔ اپنی زندگی کی حفاظت کرنا۔ کوئی بڑا خطرہ مول نہ لینا۔"

دیکھو شمشاد! یہ مشکل اور بڑے کام کی انجام دہی میں کچھ نہ کچھ خطرہ مول لینا ہی پڑتا ہے۔ لیکن میں کوئی بڑا خطرہ لینے سے گریز کروں گا۔"

"جی ہاں۔ میں یہی چاہتی ہوں کہ تم زندہ سلامت رہو۔"

"لیکن! یہ تو بتاؤ کہ تمہیں میری سلامتی کی اتنی فکر کیوں ہے؟"

اس سوال پر شمشاد پری نے شرما کر نظریں جھکا لیں۔

عمرو کے اصرار پر اس نے دبی زبان میں کہا۔

"میں کیسے کہوں۔ بس۔ میں تمہاری زندگی کی سلامتی کی دل سے خواہشمند ہوں۔ اس سے زیادہ اور کیا کہوں۔ مجھے شرم آتی ہے۔"

عمرو نے مسکراتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے۔ پھر کہنے لگا۔

"تم مجھے بھی اچھی لگتی ہو۔ اس پردیس میں ایک اجنبی شخص کے لئے تمہارے دل میں ایسے خلوص و جذبات موجزن ہیں۔ میں اس کی دل سے قدر کرتا ہوں۔"

شمشاد نے کہا۔

''اب وہ کراماتی ٹوپی پہن لو اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ میں تمہیں اس زینے تک چھوڑ آؤں جس کے ذریعہ تم بالائی منزل تک پہنچ جاؤ گے۔''

عمرو نے ٹوپی دوبارہ پہن لی۔ اس کے بعد شمشاد پری کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔

باغ کی خوبصورت گذرگاہوں سے گزرنے کے بعد شمشاد پری محل کی اصلی عمارت کے اندر داخل ہوئی بعد ازاں مختلف راستوں سے ہو کر اس زینے کے قریب جا کر رک گئی۔

آہستہ سے بولی۔

''عمرو! یہ رہا وہ زینہ جو تمہیں سب سے اوپر والی منزل پر پہنچا دے گا۔''

عمرو نے زینہ پر قدم رکھتے ہوئے کہا۔

''اچھا شمشاد! فکر مت کرنا۔ میری کامیابی کے لئے دعا کرنا۔''

شمشاد نے بھی دعائیہ کلمات کہتے ہوئے عمرو کو خدا حافظ کہا۔

عمرو زینے پر تیزی سے چڑھنے لگا۔

ایک منزل کے بعد دوسری اور اس کے بعد تیسری منزل پر پہنچا۔ اس مقام پر اوپر سے دو پریاں نیچے آتی ہوئی دکھائی دیں۔ اس نے غور سے سنا۔ دونوں پریاں آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔

ایک نے کہا۔

''آقا غسل سے فارغ ہو کر آتے ہی ہوں گے۔ان کے لئے فوراً کھانا پہنچانا ہے۔''

دوسری نے کہا۔

''ہاں آج میں نے آقا کی پسندیدہ چیزیں پکائی ہیں۔''

یہ باتیں سن کر عمرو نے دل میں کہا۔

''مگر آج اس بد بخت کو یہ کھانا نصیب نہ ہوگا کیونکہ مجھے خدا نے اس کی موت کا فرشتہ بنا کر بھیجا ہے۔بس وہ چند لمحوں کا مہمان ہے۔''

عمرو سب سے اوپر والی منزل پر پہنچا اور کئی خوشنما برآمدوں سے گزرتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں ایک دروازے پر دو خوبصورت پریاں کھڑی ہوئی تھیں۔

عمرو ان کے قریب گیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہی اس مردود جادوگر کی خواب گاہ کا دروازہ ہے۔

دروازے پر موجود پریوں کی گفتگو سے اس کا اندازہ درست ثابت ہوا۔

دفعتاً دروازے پر آویزاں گھنٹی بجی۔ایک پری دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئی۔

عمرو نے اندر جھانکا تو اس نے بیرم جادوگر کی ایک جھلک دیکھ لی

وہ ایک لمبا تڑنگا وجیہہ اور ادھیڑ عمر کا آدمی تھا۔

اتنے میں جادوگر کی آواز گرجی۔

''کھانا پیش کرو۔''

کنیز پری نے جھک کر عرض کیا۔

''بہت بہتر آقا۔''

جادوگر ایک تخت پر بیٹھا ہوا اپنے جاہ و جلال اور قوت کے نشہ میں سرشار جھوم رہا تھا۔

اس اثنا میں دو پری زاد کنیزیں کھانوں کے طشت لے کر کمرے میں داخل ہوئیں۔

دروازہ کھلا ہوا تھا۔ لہٰذا عمرو بھی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر دروازے کے راستے کمرے میں داخل ہو گیا۔

اس کی نظریں تخت پر بیٹھے ہوئے جادوگر پر اور دایاں ہاتھ کراماتی تلوار کے دستے پر تھا۔

پھر۔

آہستہ آہستہ تخت پوش کی طرف بڑھنے لگا۔

بیرم جادوگر نے کھانوں کی خوشبو سے متاثر ہو کر خوشی کا اظہار کیا

''شاباش! یہ میرا پسندیدہ کھانا ہے۔ آج بھوک بھی بہت زیادہ

لگی ہے۔ خوب مزہ آئے گا۔ ہاہاہا۔"
ابھی وہ ایک لقمہ اٹھا کر اپنا ہاتھ منہ کے قریب ہی لایا تھا کہ عمرو نے بڑی تیزی سے تلوار نکال کر ہوا میں بلند کی۔
اور۔
جادوگر کی گردن پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ گردن کٹ کر دور جا گری۔
چند لمحوں تک جادوگر کا دھڑ خون میں لت پت پڑا رہا۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے ساکت ہو گیا۔
عمرو نے فتح و کامرانی کے جوش میں ایک نعرہ لگایا اور اس کے ساتھ ہی اپنی ٹوپی اتار لی۔
عمرو کے نعرے کی آواز سن کر بہت سی پری زاد کنیزیں دوڑتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں۔
عمرو کے ہاتھ میں خون آلود تلوار اور زمین پر جادوگر کی لاش دیکھ کر سب کنیزیں حیران و پریشان تھیں۔
لیکن فوراً ہی وہ خوشی کے مارے ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگیں۔
کوئی کنیزیں نہ جانتی تھی کہ بیرم جادوگر جیسے طاقتور اور ظالم جادوگر کا کام تمام کرنے والا یہ آدم زاد نوجوان کون ہے، کہاں سے آیا

ہے اور کب آیا ہے۔

اچانک یہ کارنامہ بلکہ نا قابل یقین کارنامہ سب کے لئے ایک نا قابل فہم واقعہ تھا۔ سب کی سب پریاں اپنے محسن اور فاتح یعنی بہادر آدم زاد نوجوان عمرو کے اس عظیم الشان کارنامے سے متاثر ہو کر احتراماً جھک گئیں۔

اور۔

اس کو مبارکباد دینے لگیں۔

آن کی آن میں سارے محل میں بیرم جادوگر کی موت اور اس کی ظالمانہ حکومت کا خاتمہ کرنے والے بہادر اور دلیر آدم زاد نوجوان عمرو کی فتح و کامرانی کا شور برپا ہو گیا۔

محل کی تمام پری زاد کنیزیں ٹولیوں کی صورت میں محل کی بالائی منزل میں جمع ہونے لگیں تا کہ اس بہادر اور فاتح آدم زاد کا دیدار کر سکیں جس نے انہیں ایک بے رحم جادوگر کی غلامی سے نجات دلائی۔

عمرو اس وقت خوبصورت پریوں کے ہجوم میں گھرا ہوا تھا۔ ہر طرف سے مبارک سلامت اور تشکر آمیز کلمات کی صدائیں سنائی دے رہی تھی یہ شور و غوغا سن کر شمشاد پری بھی بھاگی ہوئی وہاں پہنچ گئی۔ اس کا چہرہ خوشی کے مارے دمک رہا تھا۔ اس کو اپنے کانوں اور آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا کہ یوں اچانک اور اتنی جلدی اس کا محبوب عمرو یہ عظیم

کارنامہ انجام دے دے گا۔

لیکن۔

یہ ایک حقیقت تھی کہ وہ بہادر اور باہمت نوجوان اپنے خدا کے فضل وکرم کے سہارے اپنے نیک اور اعلیٰ مقصد میں کامیابی حاصل کر چکا تھا۔

اس نے پری زاد کنیزوں کے ہجوم سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ذرا خاموشی سے میری بات سنیں۔''

جب ہر طرف خاموشی چھا گئی تو عمرو نے اعلان کیا۔

پری زاد حسیناؤں کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ خدا کے فضل وکرم سے میں نے اس بے رحم جادوگر کا کام تمام کر دیا ہے۔ اب آپ سب لوگ آزاد ہیں۔ یہ محل آپ سب کا ہے۔ یہاں رہیں یا جہاں چاہیں چلی جائیں آپ سب اپنی مرضی اور خوشی کی خود مالک ہیں۔ جیسا مناسب سمجھیں فیصلہ کریں۔ میں تو ایک پردیسی مسافر ہوں۔ میری منزل ابھی دور ہے۔''

سب پریوں کی طرف سے عمرو کی دل پسند پری شمشاد نے آگے بڑھ کر کہا۔

''میں اس محل اور شہر کے تمام رہنے والوں کی طرف سے آپ کے اس عظیم کارنامے اور عظیم احسان کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ

آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ نہ صرف ہمارے محسن ہیں بلکہ مہمان ہیں۔ یہاں کچھ دن ٹھہریں اور ہمیں خدمت کا موقع دیں۔"

عمرو نے جواباً کہا۔

"نہیں۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ مجھے آج ہی جانا ہے۔ انشاء اللہ پھر کبھی آپ سب کی یہ خواہش پوری کر دوں گا۔ میں آپ کے پرخلوص جذبات کا دل سے قدر دان ہوں۔"

مگر تمام پریوں کے اصرار پر عمرو نے اس جگہ ایک روز کا قیام منظور کر لیا۔

پریوں نے اپنے محسن اور معزز مہمان عمرو کیا عزاز میں جشن کا اہتمام کیا۔

عمرو کے اعزاز میں ایک پرتکلف ضیافت کا اہتمام بھی کیا گیا۔

عمرو کو ایک خوبصورت تخت پر بٹھایا گیا۔

ضیافت کے بعد پری زاد حسیناؤں نے دلفریب رقص و موسیقی کا مظاہرہ کیا۔

محل کے سجے ہوئے بڑے ہال میں خوبصورت پریوں کے جھرمٹ میں عمرو خود کو اس مقام کا شہزادہ تصور کر رہا تھا۔

شمشاد پری اس کے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی اور پیار بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

عمرو نے اس کو اشارے سے اپنے قریب بلایا پھر کہنے لگا۔

''شمشاد! میں خود افسردہ ہوں کہ فی الوقت تمہیں چھوڑ کر جاؤں گا۔''

شمشاد بولی۔

''نہیں عمرو! میں بھی تمہارے ساتھ کوہ سفید جاؤں گی۔ میں تمہیں وہاں تنہا نہیں جانے دوں گی۔''

عمرو نے کہا۔

''شمشاد! سمجھنے کی کوشش کرو۔ نہ جانے مجھے کیسی کیسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ کتنا وقت لگ جائے میری بات کا یقین کرو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ واپسی میں تمہیں یہاں سے اپنے ہمراہ اپنے وطن ضرور لیتا جاؤں گا۔''

لیکن شمشاد کسی طرح وہاں رکھنے کے لیے راضی نہ تھی۔ کہنے لگی۔

''عمرو! میں تمہاری جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔''

''یقین کرو کہ میں تم پر بوجھ نہیں بنوں گی بلکہ تمہارے لئے سہارا بنوں گی۔ تمہارے لئے مددگار ثابت ہوں گی۔ تمہاری ڈھارس کا سبب بنوں گی۔ کیا تم نے سنا نہیں۔ ایک سے دو بھلے۔ ایک اور ایک گیارہ ہوتے ہیں۔''

عمرو بولا۔

''اچھا۔ اگر تم ضد کرتی ہو تو یوں ہی سہی۔ مگر کسی مصیبت یا تکلیف کے موقع پر مجھ سے شکایت نہ کرنا۔''

شمشاد نے خوش ہو کر کہا۔

''نہیں ہرگز نہ کروں گی۔''

''بس تو کل صبح سویرے ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔''

نصف شب تک محل میں جشن گہما گہمی رہی اور خوشی و مسرت کے شادیانے بجتے رہے۔

اگلی صبح جب ناشتہ سے فارغ ہو کر عمرو اور شمشاد پری اڑن کھٹولے میں سوار ہوئے تو انہیں رخصت کرنے کے لئے وہاں تمام پری زاد حسیناؤں کا ایک بڑا ہجوم موجود تھا۔

سب پریوں نے انہیں پرخلوص تمناؤں اور نیک دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

اڑن کھٹولہ اپنی آغوش میں عمرو اور پری زاد حسینہ شمشاد کو لئے اپنی اگلی منزل کی طرف پرواز کر رہا تھا اور فضاؤں کو چیرتا ہوا بہت جلد کافی دور نکل گیا۔

شمشاد اس انوکھے فضائی سفر سے بہت لطف اندوز ہو رہی تھی۔

آسمان پر بادلوں کے چھوٹے بڑے ٹکڑے تیر رہے تھے اور بڑا

دلکش منظر پیش کر رہے تھے۔

چند گھنٹوں کی فضائی مسافت طے کرنے کے بعد انہیں دور کوہ سفید کی بلند چوٹیاں نظر آنے لگیں۔

عمرو سنبھل کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔

''وہ دیکھو شمشاد! آخر ہماری منزل قریب آ گئی ہے۔''

شمشاد نے اس کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے جس سرخ پری کا ذکر کیا تھا وہ سامنے اس کا محل دکھائی دے رہا ہے۔ لیکن تمہیں اڑن کھٹولے کو محل سے کافی دور اتارنا چاہئے تاکہ ہم لوگ اس ظالم دیو کی نظروں سے محفوظ رہیں۔''

عمرو نے کہا۔

''ہاں شمشاد! تم نے صحیح رائے دی ہے۔''

بالآخر اس نے اڑن کھٹولہ کو کوہ سفید کے دامن میں اتارنا شروع کیا۔ جب اڑن کھٹولہ زمین پر اتر گیا تو دونوں اس سے باہر نکلے۔

اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی، کیا دیکھتے ہیں کہ دور دور سفید و شفاف پتھریلی چٹانوں کا ایک طویل سلسلہ پھیلا ہوا ہے اور ہر طرف مکمل خاموشی اور ویرانی چھائی ہوئی ہے۔

دونوں آہستہ آہستہ ایک طرف چل کھڑے ہوئے، کچھ دور جا کر شمشاد پری نے ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے عمرو کو اس طرف متوجہ کیا

اور کہا۔

"وہ دیکھو۔ مجھے وہ کوئی غار قسم کی جگہ معلوم ہوتی ہے۔"

عمرو نے اس مقام کو دیکھنے کے بعد کہا۔

"لیکن غار کے منہ پر ایک آہنی دروازہ ہے۔"

دونوں قریب جا کر آہنی دروازے کو دیکھنے لگے۔ عمرو نے دروازے کو دونوں ہاتھوں سے دھکیلنے کی کوشش کی تو وہ کھل گیا۔

اب عمرو اور شمشاد غار کے اندر داخل ہو گئے اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔

غار کے اندر کافی اندھیرا تھا۔ بہت دور آگے جانے کے بعد کچھ فاصلے پر روشنی دکھائی دی۔

شمشاد پری نے کہا۔

"وہ دیکھو عمرو! ایک چراغ روشن ہے۔"

عمرو بولا۔

"ہاں۔ مگر یہ چراغ کس نے جلایا ہے۔ یہاں کون رہتا ہے۔"

شمشاد نے کہا۔

"چلو۔ ذرا آگے جا کر دیکھیں۔"

دونوں اور آگے بڑھے تو چراغ کے پاس زرد جواہرات اور چمکدار قیمتی ہیروں کا ڈھیر موجود تھا۔ اس ڈھیر پر ایک کالا ناگ بیٹھا ہوا

تھا۔

جونہی ناگ نے عمرو اور شمشاد کو دیکھا تو پھنکاریں مارنے لگا۔

عمرو نے ناگ کے تیور دیکھ کر اس خطرے کو فوراً محسوس کرلیا کہ وہ ان ضرور حملہ کرے گا۔ چنانچہ اس خطرے کے پیش نظر اس نے فوراً اپنی کراماتی تلوار میان سے نکالی۔

اس سے پہلے کہ عمرو تلوار کا وار کرتا، کالا ناگ اپنی جگہ سے حرکت کرنے لگا اور ہیرے جواہرات کے ڈھیر سے کافی بلند ہوکر ہوا میں لہرانے لگا۔

اب عمرو ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا لہٰذا اس نے تلوار کو ہوا میں لہرایا اور اللہ کا نام لے کر ایک ہی ضرب سے خوفناک ناگ کا کام تمام کردیا۔

ناگ کے ٹکڑے اِدھر اُدھر بکھر گئے۔

شمشاد پری خوف کے مارے کانپ رہی تھی۔ناگ کے خاتمے پر اس کی جان میں جان آئی۔

وہ بے اختیار عمرو سے لپٹ گئی۔

عمرو نے سونے چاندی کے بے شمار زیورات اور ہیرے جواہرات کے ڈھیر کو دیکھ کر حیرت زدہ لہجہ میں کہا۔

"آخر یہ بے شمار دولت کس کی ہے۔ کیا یہ کالا ناگ اس کی

حفاظت کر رہا تھا۔"

شمشاد نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس دولت کا مالک کوئی اور ہے کالا ناگ تو محض اس کا محافظ تھا۔"

"ہاں شمشاد تمہارا خیال صحیح ہے اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس دولت کا اصل مالک کبھی نہ کبھی ضرور آتا ہو گا۔"

"گویا اصل خطرہ ابھی دور نہیں ہوا۔ وہ نا معلوم مالک کسی وقت بھی یہاں آ سکتا ہے۔"

ابھی عمرو اتنا کہہ پایا تھا کہ اچانک سُرنگ کے اندر ایک آواز گونجی۔

"تم نے صحیح سمجھا اے نوجوان! اس بیش قیمت خزانہ کا مالک کہیں باہر سے نہیں آئے گا بلکہ یہیں اس سرنگ کے اندر موجود ہے۔"

اس آواز کو سنتے ہی عمرو اور شمشاد آنکھیں پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔

لیکن!

آس پاس کہیں کوئی اللہ کا بندہ دکھائی نہیں دیا۔

عمرو نے اس غیبی آواز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کون ہو--- کہاں ہو--- سامنے آؤ۔"

جواب ملا۔

''کاش! میں تمہارے سامنے آ سکتا میرے نوجوان دوست۔''

یہ جواب سن کر عمرو کو اور زیادہ حیرانی ہوئی۔ غیبی آواز سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

''اے شخص تم کون ہواور کس حالت میں ہو۔''

غیبی آواز نے ایک پتھریلے مجسمے کی طرف عمرو کو متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

''ادھر آؤ اور دیکھو کہ میں کس حالت میں ہوں۔''

عمرو نے دیکھا کہ سرنگ کے اندر ایک جگہ پر ایک مجسمہ رکھا ہوا تھا۔

عمرو نے قریب جا کر غور سے دیکھا کہ پتھر کا وہ مجسمہ ایک ادھیڑ عمر کے شخص کا تھا۔ وہ آواز اسی مجسمے کے منہ سے آ رہی تھی۔

عمرو کو اپنے قریب دیکھ کر مجسمے سے آواز آئی۔

''ہاں بھئی! میں ایک بدقسمت انسان ہوں۔ ایک ظالم دیو نے مجھے اس حالت کو پہنچا دیا۔ کبھی میں دنیا کا سب سے بڑا ہیروں کا سوداگر سمجھا جاتا تھا۔ دنیا بھر میں میرے نام کی شہرت تھی۔

لیکن میری بدبختی کہ میں کسی دوست نما دشمن کے بہکانے پر اس نامور سرخ پری کو حاصل کرنے کی تمنا لے کر یہاں چلا آیا۔

میں اپنی ساری دولت یہاں لے آیا لیکن قسمت میں سرخ پری کے بجائے پتھر کا بت بننا لکھا تھا۔ مجھے اس طلسماتی دنیا کے حکمراں دیو نے پتھر کا بت بنا کر اس سرنگ میں چھوڑ دیا۔

برسوں سے میں یہیں قید ہوں۔ آج عرصہ دراز کے بعد تمہارے روپ میں ایک انسان کی شکل دیکھی ہے۔ میاں! تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو؟''

عمرو نے اپنے آنے کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا۔

''میں نارانا شی پھل لینے آیا ہوں کیونکہ اس کے باعث میری ماں کو نئی زندگی مل جائے گی۔''

سوداگر نے کہا۔

''لیکن میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ اپنی زندگی کی سلامتی کی خاطر واپس چلے جاؤ۔

ورنہ یاد رکھو کہ کہیں تمہارا بھی وہی حشر نہ ہو جو میرا ہوا ہے۔

مجھے دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔ ابھی وقت ہے واپس چلے جاؤ میرے نادان نوجوان! ورنہ ساری عمر و پچھتا و ارہے گا۔''

عمرو نے سوداگر کی نصیحت سن کر کہا۔

''جناب! آپ کا مشورہ اپنی جگہ بالکل مناسب ہے۔'' لیکن میں اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کئے بغیر ہرگز واپس نہ جاؤں گا۔

مجھے اپنی جان سے زیادہ اپنی پیاری ماں کی زندگی عزیز ہے اور اس کے لئے میں بڑے سے بڑا خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہوں۔"

ہیروں کے سوداگر نے اس حوصلہ مند اور پکے ارادے کے نوجوان کی زبان سے یہ پرجوش اور جذباتی الفاظ سنے تو بہت متاثر ہوا۔ چنانچہ کہنے لگا۔

"اے نوجوان دوست! مجھے یقین ہے کہ تم جیسے بلند حوصلہ اور باہمت نوجوان ضرور کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔ لیکن یہ جادوئی دنیا ہے۔ یہاں صرف بہادری اور حوصلہ مندی سے کام نہیں چلتا۔

دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے بہادری کے ساتھ ساتھ مناسب حکمت عملی اور منصوبہ بندی بھی بے حد ضروری ہے۔

دشمن بہت چالاک اور عیار واقع ہوا ہے۔ اس کو شکست دینے کے لئے شاطرانہ حکمت عملی سے کام لینا بھی بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ کسی بھی مرحلے میں معمولی سی غفلت اور کوتاہی سے سارا کھیل بگڑ سکتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ اس ملک کا حکمران یعنی کانا دیو کئی دنوں تک باہر رہتا ہے۔

آج کل بھی وہ کہیں باہر گیا ہوا ہے۔ تم چاہو تو اس سفید محل میں جا سکتے ہو جہاں کبھی بیچاری سرخ پری عیش آرام سے رہا کرتی تھی مگر افسوس آج وہ بدقسمت اور مظلوم شہزادی سرخ پری ایک بلبل کے روپ

میں پنجرے میں بند قیدی کی طرح زندگی گزار رہی ہے۔"

سوداگر کی زبانی یہ سن کر آج کل کانا دیو کہیں باہر گیا ہوا ہے عمرو کو بہت اطمینان ہوا اور اس نے سوداگر سے کہا۔

"یہ آپ نے اچھی خبر سنائی کہ وہ مردود آج کل محل میں نہیں ہے۔

میں ابھی وہاں جا رہا ہوں۔ ممکن ہے کہ سفید محل کی شہزادی سرخ پری کے ذریعہ کوئی بہتر اور مناسب صورت نکل آئے جس سے اس نابکار دشمن کو واصل جہنم کرنے میں آسانی ہو جائے۔"

سوداگر نے دعا دیتے ہوئے کہا۔

"خدا تم جیسے بہادر اور سعادتمند بیٹے کو کامیابی عطا کرے تا کہ تمہاری ماں کو مکمل صحت اور نئی زندگی مل جائے۔"

عمرو نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس اذیت ناک قید سے رہائی حاصل کر لیں۔ جب اس مردود دیو کا خاتمہ ہو جائے گا تو سارے مسئلے خود بخود حل ہو جائیں گے۔"

غرض عمرو اور شمشاد پری وہاں سے رخصت ہو کر دوبارہ اپنے اڑن کھٹولے میں سوار ہو گئے۔

اڑن کھٹولے کو ایک بار پھر اڑایا اور جب اڑن کھٹولہ کوہ سفید کی

خوبصورت پہاڑیوں کے اوپر سے گزرتا ہوا سفید محل کی عالیشان عمارت کے اوپر پہنچا تو محل کی طرف سے دیوؤں کی ایک فوج نمودار ہوئی اور اڑن کھٹولے کی طرف بڑھنے لگی۔

دیوؤں کی وہ فوج دراصل سفید محل کی حفاظت کے لئے تھی۔ دشمن کی آمد پر ان کا فرض تھا کہ وہ اس کو سفید محل میں داخل ہونے سے روک دیں۔ دیوؤں کی فوج نے اڑن کھٹولے کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔

دیوؤں کو اپنے اطراف دیکھ کر شمشاد خوف کے مارے کانپنے لگی۔ لیکن عمرو نے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"پریشان نہ ہو شمشاد! میں ان سب کو تہس نہس کر دوں گا۔ ذرا ہمت سے کام لو اور چپ چاپ بیٹھی رہو۔"

یہ کہہ کر اس نے کراماتی ٹوپی نکال کر سر پر رکھ لی۔ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ سے شمشاد کا ہاتھ تھام لیا۔

اب کراماتی ٹوپی کا یہ کمال دکھایا کہ عمرو کے ساتھ ساتھ شمشاد بھی اوروں کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

عمرو نے شمشاد کو بتایا کہ اب میرے ساتھ ساتھ تم بھی سب کی نظروں سے غائب ہو چکی ہو۔"

سارے دیو بہت حیران ہوئے کہ اڑن کھٹولے کے اندر بیٹھے

ہوئے دو افراد اچانک کہاں غائب ہو گئے۔

سب دیو کچھ دیر تک اڑن کھٹولے کے گرد چکر لگا رہے تھے۔

پھر ان کے سردار نے حکم دیا۔

''اڑن کھٹولے کو تباہ کر دو۔''

سردار دیو کے حکم پر دیوؤں کا ایک گروہ اڑن کھٹولے کی طرف بڑھنے لگا تو عمرو نے اپنی کراماتی تلوار کو تیزی سے گھمانا شروع کر دیا۔

آن کی آن میں بے شمار دیوؤں کے سر کٹ گئے اس کے بعد ایک اور ٹولی آئی تو اس کا بھی یہی حشر ہوا۔

بے شمار دیوؤں کو قتل کرنے کے بعد عمرو نے دیکھا کہ اب ان کا سردار ہاتھ میں گرز لئے اڑن کھٹولے کی طرف بڑھ رہا ہے۔

کھٹولے کے قریب آ کر اس نے گرز گھمایا اور اس کو کھٹولے کی طرف پھینکا۔ ادھر عمرو نے گرز کو تلوار سے روکا۔ پھر دوسری ہی ضرب سے گرز کے ٹکڑے اڑا دیئے۔

سردار دیو سخت غصے اور بوکھلاہٹ کے عالم میں چیختا چنگھاڑتا اڑن کھٹولے کی طرف لپکا تو عمرو نے بھی اس کا وہی حشر کیا جو اس سے پہلے دیگر دیوؤں کا ہوا تھا۔

اتنے بہت سارے دیوؤں سے زبردست جنگ کرنے کی وجہ سے عمرو ہانپ رہا تھا۔

شمشاد اپنے محبوب کی بہادری کا عملی مظاہرہ دیکھ کر بہت خوش تھی۔ دیوؤں کی فوج کا صفایا ہونے پر اس نے اطمینان کا سانس لیا اور عمرو کو اس کے ایک اور شاندار کارنامے پر مبارکباد دی۔

اب عمرو نے سر سے ٹوپی اتاری تو دونوں ایک بار پھر ظاہر ہو گئے۔

انہوں نے اڑن کھٹولے کو آہستہ آہستہ سفید محل کے باغ میں اتار دیا۔

کھٹولے سے باہر نکل کر پہلے اس عالیشان محل کی عمارت کو دیکھا۔ ایسی خوبصورت عمارت انہوں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔ باغ میں جگہ جگہ فوارے عجب بہار دکھا رہے تھے اور باغ کے منظر کو دلکش اور دلفریب بنا رہے تھے۔

کچھ دیر تک باغ میں ٹہلتے رہے۔ یکا یک ایک سمت سے آواز آئی۔

"خوش آمدید۔ میرے اجنبی مہمانوں۔ خوش آمدید۔" یہ آواز نہایت میٹھی اور پرکشش تھی۔

شمشاد پری نے فوراً عمرو کو ایک پنجرے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھو۔ اس درخت کی موٹی شاخ پر ایک پنجرہ لٹک رہا تھا۔

شاید یہ آواز اس پنجرے میں بند پرندے کی ہے۔"

دونوں تیز تیز قدموں سے اس درخت کی طرف بڑھے اور قریب جا کر دیکھا تو پنجرے کے اندر ایک بلبل بند تھی۔

عمرو نے سلام کرنے کے بعد کہا۔

"شاید تم اس محل کی شہزادی سرخ پری ہو۔"

جواب ملا۔

"ہاں۔ آدم زاد نوجوان! تم بالکل صحیح سمجھا۔ لیکن تمہیں میرے بارے میں یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں اس حالت میں ہوں۔"

عمرو نے بتایا۔

"اے سرخ پری! تمہاری شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تمہیں ایک ظالم کانے دیو نے یہاں قید کر رکھا ہے۔"

سرخ پری نے افسردہ آواز میں کہا۔

"ہاں۔ میرے آدم زاد مہمان! تم نے صحیح سنا ہے کاش! میں اس قابل ہوتی کہ تمہیں محل میں لے جا کر تمہاری مہمانداری کرتی۔ افسوس۔ میں مجبور ہوں۔"

عمرو بولا۔

"ہم کب شکوہ کر رہے ہیں۔"

''لیکن مجھے اس بات کا شدت کے ساتھ احساس ہے کہ میں اپنے محل میں آنے والے ایک نہیں بلکہ دو مہمانوں کی تواضع نہیں کر سکی۔ بھئی مجھے معاف کر دینا۔''

شمشاد پری نے سرخ پری کے اعلیٰ اخلاق اور ندامت کے اظہار پر کہا۔

''ہم جانتے ہیں شہزادی کہ تم مجبور ہو۔ ہم یہاں اپنی خاطر تواضع کروانے کے لئے نہیں بلکہ تمہاری مدد کرنے کو آئے ہیں۔''

سرخ پری کہنے لگی۔

''تم لوگوں کا بہت بہت شکریہ۔ لیکن تم میری کوئی مدد نہیں کر سکو گے۔

تم لوگ بہت کمزور ہو اور مجھے قید کرنے والا اور میرے محل اور حکومت پر قبضہ کرنے والا بہت خطرناک اور طاقتور ہے۔ اس پر فتح پانا بہت مشکل ہے۔''

عمرو نے کہا۔

''دنیا میں کوئی کام ناممکن نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ ایک خطرناک دیو ہے لیکن آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ میں نے تنہا اس کے کئی سو غلام دیوؤں کو ختم کر دیا ہے۔''

یہ سنتے ہی سرخ شہزادی بہت خوش ہوئی اور عمرو کو مبارکباد دیتے

ہوئے بولی۔

''کیا کہہ رہے ہو۔کیا واقعی ایسا ہو چکا ہے۔''

''ہاں شہزادی۔ابھی ابھی فضاؤں میں میری اور دیوؤں کی فوج کے درمیان زبردست جنگ ہوئی تھی۔ میں نے خدا کے فضل و کرم سے ان سب کو ٹھکانے لگا دیا۔''

''بس تو پھر میں تم جیسے بہادر اور حوصلہ مند سے یہ توقع رکھنے میں حق بجانب ہوں کہ تم میرے سب سے بڑے دشمن دیو کو بھی شکست دے سکو گے۔''

''ہاں شہزادی! انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔بس میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس کی موت کیسے واقع ہو سکتی ہے۔

''تم اطمینان رکھو عمرو! میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی ابھی تم محل میں جا کر کچھ کھا پی لو۔آرام کرو۔''

''کانا دیو کب واپس آئے گا شہزادی۔''

''ابھی اس کے آنے میں دو روز باقی ہیں۔اس وقت تک تم محل میں آزادی کے ساتھ رہ سکتے ہو،محل کی کنیزیں میری وفادار ہیں۔ وہ تم لوگوں کی خدمت کریں گی۔ کیونکہ تم دونوں میری مہمان ہو۔''

''بہتر شہزادی صاحبہ۔''

عمرو اور شمشاد پری کو شاہی محل کے مہمان خانے میں پہنچانے

کے لئے شہزادی سرخ پری نے اپنی ایک خاص کنیز نیلم کو آواز دی۔
اور۔
اس کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔
''دیکھو بھئی! یہ دونوں میرے خاص مہمان ہیں۔ ان کی خاطر مدارات میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھنا۔''
نیلم پری نے عمرو اور شمشاد پری کو حیران کن نظروں سے دیکھنے کے بعد شہزادی سرخ پری سے دریافت کیا۔
''شہزادی صاحبہ! دو روز بعد یعنی منگل کی شام تک وہ کم بخت دیو واپس آ رہا ہے۔ کیا یہ دونوں اس کے آنے سے پہلے چلے جائیں گے۔''
''اری نادان لڑکی! یہ آدم زاد نوجوان ہم سب کی مدد کے لئے تو آیا ہے۔ اب یہ اس بد بخت دشمن کا خاتمہ کر کے ہی جائے گا اور اسے اپنی کامیابی کی سو فیصد امید ہے۔''
نیلم پری نے خوش ہو کر کہا۔
''خدا کرے ایسا ہی ہو شہزادی عالیہ۔''
''ہاں نیلم! اس بہادر نوجوان کو ہم سب کی مدد اور تعاون کی ضرورت ہے۔''
''جی ہاں شہزادی صاحبہ! ہم سب ان سے پورا پورا تعاون کریں

گے۔"

"بس تو اب ان مہمانوں کو آرام سے لے جاؤ اور......
ان کا اچھی طرح خیال رکھنا۔"

عمرو اور شمشاد پری نے محل کے اندر ایسے عجائبات دیکھے کہ عقل دنگ رہ گئی۔

پری زاد کنیز نیلم اور دیگر کنیزوں نے ان کی بڑی خاطر مدارات کی۔ ان کے آرام و آسائش کا پوری طرح خیال رکھا۔

عمرو نے باتوں باتوں میں نیلم پری سے نارا ناشی نام کے پھل کا ذکر کیا۔

اور

اس سے دریافت کیا کہ یہ پھل کہاں ملے گا۔

نیلم پری نے بتایا۔

"کوہ سفید کے دامن میں ایک خوبصورت جھیل ہے جس کے کنارے پر اس پھل کے بہت سے درخت اگے ہوئے ہیں۔

لیکن۔

اس جھیل تک پہنچنے کا راستہ بے حد خطرناک اور دشوار گزار ہے۔

اس کے علاوہ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ان درختوں کی حفاظت کے لئے کانے دیو نے اپنے کئی غلام دیوؤں کو مقرر کر رکھا

ہے۔یعنی ہر درخت کے پاس ایک دیو پہرہ پر موجود رہتا ہے۔''

عمرو بولا۔

''دیوؤں سے نمٹنا میرے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میں نے تو دیوؤں کی فوج کا صفایا کر دیا تھا۔شاید تم نے اس خوفناک لڑائی کا منظر دیکھا ہوگا۔''

نیلم پری نے بتایا۔

''میں اس وقت اتفاق سے محل کے اندر کام میں مصروف تھی۔ البتہ بہت سی کنیزوں کی زبانی اس کا حال سنا ہے۔

اچھا تو وہ بہادر آدم زاد آپ ہی ہیں جس نے تن تنہا لاتعداد دیوؤں کو جہنم واصل کر دیا تھا۔''

عمرو نے کہا۔

''خیر اس کا ذکر کرنے سے زیادہ بہتر آئندہ کی حکمت عملی کے بارے میں سوچنا ضروری ہے۔میرے لئے سب سے بڑا اور اہم مسئلہ کانے دیو کو ختم کرنا ہے۔

نیلم پری نے عمرو جیسے باہمت اور دلیر نوجوان کے بلند اور پختہ ارادوں میں مزید پختگی پیدا کرنے کے پیش نظر اس سے جو بھی گفتگو کی وہ عمرو کے لئے بڑی حوصلہ افزا تھی۔

اگلے روز عمرو اور شمشاد ایک بار پھر قیدی شہزادی سرخ پری کے

پنجرے کے قریب پہنچے۔

شہزادی نے ان کا حال احوال دریافت کیا تو دونوں نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''شہزادی صاحبہ! آپ کی ہدایت کے مطابق محل کی تمام کنیزوں بالخصوص نیلم پری نے ہمارے آرام و آسائش اور خاطر مدارت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

سرخ پری بولی۔

''یہ تو میرا فرض ہے میرے دوستو! خدا کرے کہ آپ لوگ کانے دیو کے ظلم وستم سے محفوظ رہیں وہ بدبخت کل شام یہاں پہنچ جائے گا۔''

عمرو نے بتایا۔

''اے شہزادی! میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ کسی بھی دشمن سے جنگ کرنے کے لئے صرف ہتھیاروں کی ہی نہیں بلکہ عقل کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

بعض اوقات دشمن کو مناسب حکمت عملی اور اچھی منصوبہ بندی کے ذریعہ بھی شکست دی جاسکتی ہے۔

اللہ نے ہم انسانوں کو عقل کی نعمت سے نوازا ہے لہٰذا میں نے اس وقت اپنی عقل کا استعمال کرتے ہوئے ایک عمدہ ترکیب سوچی

ہے۔

لیکن

اس سلسلہ میں مجھے آپ سے کانے دیو کے بارے میں کچھ باتیں معلوم کرنی ہیں۔"

سرخ پری بولی۔

"ہاں ہاں۔ جو چاہو معلوم کر لو عمرو۔"

عمرو نے سوال کیا۔

"پہلا سوال یہ ہے کہ کانے دیو کی جان کس چیز میں ہے؟"

جواب ملا۔

"اس کی بابت مجھے کچھ علم نہیں کیونکہ اگر مجھے اس کا پتہ ہوتا تو شاید میں اب تک اس کو ہلاک کروا چکی ہوتی۔"

"دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا وہ ناچ گانے کا شوقین ہے؟"

"ہاں عمرو! وہ خوبصورت رقاصاؤں اور ان کے ناچ گانے کا بہت دلدادہ ہے۔"

"بہت خوب! اب یہ بتایئے کہ وہ کھانے میں نمکین چیز زیادہ پسند کرتا ہے یا میٹھی۔"

"میٹھی اور خاص طور پر لڈو۔"

"بہت خوب۔"

''لیکن یہ باتیں معلوم کرنے سے تمہارا کیا مقصد ہے؟''

''یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں نے اس نابکار کو ہلاک کرنے کے لئے جو ترکیب سوچی ہے اس پر عمل درآمد کرنے میں میری ساتھی شمشاد پری اہم کردار ادا کرے گی۔

اس کے ساتھ ایک خوبصورت رقص و موسیقی کے مظاہرے میں محل کی چند خوبصورت کنیزوں کو بھی حصہ لینا ہو گا۔

میں آج ہی چند کنیزوں کا انتخاب کر کے انہیں تمام ضروری ہدایات دے دوں گا۔''

''لیکن۔ یہ تم کیسے معلوم کرو گے کہ کانے دیو کی جان کس چیز میں ہے۔''

''یہ معلوم کرنے کا کام شمشاد پری انجام دے گی۔ وہ اپنے حسن و شباب کا جادو جگائے گی۔

کانے دیو کے لئے خاص قسم کے لڈو تیار کئے جائیں گے جن کو کھا کر وہ نشے میں جھومنے لگے گا۔ بس اس کے بعد شمشاد اپنی اداؤں سے کام لیتے ہوئے اس سے یہ راز معلوم کر لے گی۔''

عمرو کی زبانی اس کی عقلمندی اور دانشمندی کی باتیں سن کر سرخ پری حیران رہ گئی۔

اور۔

بہت خوش ہوئی کہ اس آدم زاد نوجوان (عمرو) کی منصوبہ بندی نہایت عمدہ ہے جس پر کامیابی سے عمل کر کے خطرناک دشمن کو ٹھکانے لگایا جاسکتا ہے۔ آج وہ بہت پرامید تھی۔

پہلی بار اسے امید کی کرن نظر آ رہی تھی۔ آج سے پہلے کئی نوجوان سرخ پری کو حاصل کرنے کے لئے یہاں آ چکے تھے۔

مگر جانیں گنوا بیٹھے۔

عمرو نے محل میں تمام کنیزوں کو جمع کر کے انہیں اپنے منصوبے کے متعلق بتایا۔

ایک کنیز کو انتہائی تیز نشہ کی دوا والے لڈو تیار کرنے کی ہدایت کی۔

بیس پچیس کنیزوں کو شمشاد کے ساتھ ناچ گانے کی مشق کروائی۔

عمرو نے خود ایک ساز رباب بجانے کی مشق شروع کر دی۔

مقصد یہ تھا کہ اگلے روز رات کو ناچ گانے کا ایسا خوبصورت پروگرام پیش کیا جائے کہ کانا دیو اس سے خوب لطف اندوز ہو۔

اور

پھر اس پروگرام کے دوران ہی شمشاد پری اس کو اپنا گرویدہ بنا کر اس سے وہ اہم راز معلوم کر لے کہ

اس کی جان کس چیز میں پوشیدہ ہے۔

غرض تمام منصوبے کی عملی طور پر خوب مشق کروانے کے بعد عمرو نے کانے دیو کے شاندار استقبال کے لئے محل کی عمارت کو سجانے کا کام شروع کیا۔

محل کی عالیشان عمارت کو دلہن کی طرح سجایا گیا۔ رات کے وقت چراغاں کا بھی بندوبست کیا گیا۔''

محل کے اس بڑے ہال کو بھی خوبصورتی سے سجایا گیا جہاں یہ سارا جشن منایا جانے والا تھا۔

آخر کار وہ گھڑی آن پہنچی جب کہ کانا دیو اس مقام پر پہنچنے والا تھا۔ بڑے دروازے پر تمام پری زاد کنیزیں خوب بناؤ سنگھار کئے اور اپنے ہاتھوں میں خوش رنگ پھولوں کے ہار لئے قطار در قطار کھڑی ہوئی تھیں۔ کچھ دیر بعد کانا دیو اپنے ہوائی گھوڑا گاڑی میں سوار چار محافظ دیوؤں کے ساتھ دور فضاؤں میں نمودار ہوا۔

کانے دیو کی سواری دیکھتے ہی پری زاد کنیزوں نے استقبالیہ نغمے گانے شروع کر دیئے۔

گھوڑا گاڑی محل کے بڑے درازے کے پاس اتر گئی۔

کانا دیو اپنی ایک آنکھ سے محل کی سجاوٹ اور دروازے پر کھڑی خوبصورت پری زاد کنیزوں کو نغمے گاتے ہوئے دیکھ کر پہلے تو بہت

حیران ہوا۔

اس کے بعد خوشی خوشی آگے بڑھا تو پری زاد کنیزوں نے باری باری اس کے گلے میں ہار ڈالنے شروع کر دیئے۔

کانا دیو حیران ہو کر بولا۔

''کیا بات ہے۔ آج میرا اتنا شاندار استقبال کیا جا رہا ہے۔''

نیلم پری نے عمرو کی ہدایت کے مطابق دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ یہ الفاظ بولے۔

''آقا! آپ کے بغیر یہ محل سنسان پڑا ہوا تھا۔ ہر طرف اداسی برس رہی تھی آج آپ کی آمد پر ہم بہت خوش ہیں اور سب سے بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ ہم نے سرخ شہزادی پری کو آپ کے ساتھ شادی کرنے پر راضی کر لیا ہے۔

اس خوشی کا جشن منانے کے لئے ہم نے آج رات ایک شاندار ناچ گانے کا پروگرام بھی بنایا ہے۔''

نیلم پری کی زبانی یہ باتیں سن کر کانا دیو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا۔

''اگر یہ بات ہے تو اس جشن میں شہزادی سرخ پری بھی شریک ہو سکتی ہے۔ مگر یہ بات ہم شہزادی کی اپنی زبان سے بھی سننا پسند کریں گے۔'' یہ کہہ کر وہ پنجرے کی طرف بڑھ گیا۔

شہزادی سرخ پری نے اس کو دیکھ کر خوش آمدید کہا۔

کانا دیو کہنے لگا۔ ''شہزادی! کیا ہم نے جو کچھ سنا ہے صحیح ہے۔''

سرخ پری نے جواب دیا۔ ''ہاں۔ میرے آقا۔ میرے بادشاہ! میں آپ کے ساتھ شادی کر کے آپ کی ملکہ بننے کے لئے بسر و چشم تیار ہوں۔''

شہزادی کا جواب سنتے ہی کانا دیو خوشی کے مارے اچھل پڑا۔ اس نے اسی وقت پنجرہ اتار کر اس پر پھونک ماری تو پنجرہ غائب ہو گیا اور اس کی جگہ پری زاد شہزادی (سرخ پری) اپنے زرق برق لباس میں سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ تمام کنیزوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے۔

کانے دیو نے پری زاد کی طرف مخاطب ہو کر حکم دیا۔ شہزادی سرخ پری کے ساتھ ہماری شادی آج رات ہی ہو گی۔ جاؤ۔ شادی کی تیاریاں کرو۔''

کانا دیو اور شہزادی سرخ پری محل کے ایک خاص کمرے میں گئے۔

شہزادی سرخ پری اس کے قریب بیٹھ گئی اور کہنے لگی۔ ''میں نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ کیا کہ آپ کی ملکہ بن کر عیش و عشرت کی زندگی بسر کروں۔ آخر پنجرے میں کب تک قیدی کی طرح زندگی گزار سکتی تھی۔''

کانے دیو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''تم نے بہت جلد عقلمندی اور

سمجھداری کا فیصلہ کرلیا ہے شہزادی!"

اب سرخ پری نے اس کو بتایا۔

"آپ کی غیر حاضری میں ایک با کمال بوڑھا موسیقار اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت پری زاد اور رقاصہ یہاں تھے۔

میں نے انہیں شادی کے جشن میں اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کے لئے روک لیا ہے۔"

کانا دیو بولا۔"تم نے بہت اچھا کیا شہزادی! میں خود بھی کسی خوبصورت رقاصہ کا کمال فن دیکھنے کا عرصہ سے مشتاق ہوں۔

یہ ایک اچھا اور مناسب موقع ہے کہ ہماری شادی کے جشن میں ایک با کمال موسیقار اور رقاصہ اپنے فن سے ہماری شادی کے جشن کو چار چاند لگا دیں گے۔

اس کے بعد کانے دیو نے کنیزوں کو بلا کر حکم دیا۔

"جاؤ ---شہزادی کو دلہن بناؤ۔"

غرض رات کو محل کے بڑے ہال میں تخت پر کانا دیو اور اس کے ساتھ شہزادی سرخ پری خوبصورت دلہن کے روپ میں بیٹھی ہوئی تھی۔

اب کانے دیو نے حکم دیا۔"ناچ گانا شروع کیا جائے۔"

بڑے ہال کے کئی دروازے تھے جن کے ایک دروازے سے بوڑھا موسیقار (عمرو) ہاتھ میں رباب لئے جھومتا ہوا داخل ہوا۔

اس کے بعد دوسرے دروازے سے شمشاد پر انتہائی حسین و جمیل رقاصہ کے روپ میں ڈفلی بجاتی ہوئی نمودار ہوئی۔

اس کے ساتھ ہی مختلف دروازوں سے کئی اور پریاں گھنگھروؤں کی جھنکار کے ساتھ نمودار ہوئیں۔

اب انتہائی دلفریب رقص شروع ہو چکا تھا۔

کانا دیو ایسا دلکش رقص اور گانا سن کر بے حد خوش ہوا۔

ناچ گانے کے دوران شمشاد پری کئی مرتبہ تخت پر جا کر کانے دیو کے سامنے پہنچی اور اس کو اپنی دلنواز اداؤں سے مسحور کرتی رہی۔

اس کے بعد وہ ایک طشت اٹھائے ناچنے لگی۔ طشت میں کچھ لڈو رکھے ہوئے تھے۔

وہ بڑی اداؤں کے ساتھ ناچتی ہوئی طشت لے کر کانے دیو کے سامنے پہنچی۔

اور اس کے آگے طشت بڑھاتے ہوئے بولی۔

''آقا! سنا ہے کہ آپ لڈوؤں کے بہت شوقین ہیں۔ اس خوشی کے موقع پر منہ میٹھا کر لیجئے۔''

کانے دیو نے خوش ہو کر دو لڈو اٹھائے اور فوراً کھا گیا۔

کچھ دیر بعد شمشاد پری نے پھر لڈو پیش کئے۔ دیو نے وہ بھی کھا لئے۔ اس طرح وہ کئی لڈو کھا گیا۔

اب لڈوؤں میں ملی ہوئی نشہ آور دوا نے اپنا اثر دکھایا۔ کانا دیو نشے میں جھومنے لگا اور بہکی بہکی باتیں کرنے لگا۔

اب سرخ پری نے عمرو کی طرف دیکھا۔ اس نے آنکھ کا اشارہ کیا۔

سرخ پری نے بڑے پیار بھرے لہجہ میں کانے دیو کی گردن میں ہاتھ ڈال کر سوال کیا۔

''میرے آقا! آج سے میں آپ کی ملکہ ہوں اور میں آپ سے یہ توقع رکھتی ہوں کہ آپ مجھ سے اپنا کوئی دکھ نہیں چھپائیں گے۔

کانے دیو نے شدید نشے کے عالم میں جواب دیا۔

''بے شک ۔ میری ملکہ۔ بھلا میں تم سے اپنی کوئی تکلیف یا پریشانی کیوں چھپاؤں گا۔

آج سے ہم دونوں ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں برابر کے شریک ہیں۔''

شہزادی نے یہ موقع غنیمت جانا اور بولی۔

''مجھے آپ سے یہی امید تھی میرے آقا! لیکن افسوس مجھ سے ایک راز ابھی تک چھپا رکھا ہے۔''

دیو نے پوچھا۔

''بھلا وہ کیا؟''

''یہی کہ آپ کی جان کس چیز میں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ

مجھے اس بات کا علم ہونا چاہیئے تاکہ میں آپ کی شریک زندگی ہونے کے باعث اس چیز کی حفاظت کرسکوں۔

کیونکہ آپ کی ملکہ ہونے کی وجہ سے میرا یہ فرض ہے۔"

کانے دیو نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ مگر یہ ایک راز ہے۔ پھر بھی اپنی ملکہ سے کیا پردہ۔ ذرا کان قریب لاؤ۔"

ملکہ نے اپنا سر قریب کیا تو کانے دیو نے دھیمی آواز میں کہا۔

"دیکھو۔ میری ملکہ! میری جان میری اس آنکھ کے اندر ہے۔"

"آنکھ سلامت ہے تو میں زندہ ہوں۔ یہ پھوٹی تو میں بھی ختم ہو جاؤں گا۔"

"سمجھ گئی نا۔ یہ خاص راز ہے۔ کسی کو مت بتانا۔"

اس کے بعد وہ جھومتا رہا اور بہکی بہکی باتیں بھی کرتا رہا۔ شہزادی سرخ پری نے موقع پا کر عمرو کو اشارہ سے بتا دیا کہ اس کی جان آنکھ میں ہے۔

عمرو اس سنہری موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا یہ سارا کھیل اس نے یہی معلوم کرنے کے لئے ہی کھیلا تھا۔

اس نے موقع ملتے ہی تلوار نکالی اور تخت پر چڑھ کر کانے دیو کی دوسری آنکھ کو ایک ہی ضرب سے ختم کر ڈالا۔

کانا دیو تخت سے نیچے گر کر تڑپنے لگا اور فوراً ختم ہو گیا۔

کانے دیو کی ہلاکت پر پری زاد کنیزوں نے بے پناہ خوشی کا اظہار کیا اور اپنے محسنِ اور نجات دہندہ نوجوان عمرو کو کندھوں پر اٹھا کر عمرو زندہ باد کے نعرے لگانے لگیں۔

اس طرح عمرو کی ہمت اور دانشمندی کے باعث شہزادی سرخ پری کو اس کا تخت اور حکومت واپس مل گئی۔

شہزادی سرخ پری نے اپنے محسن اور مددگار عمرو اور اس کی محبوبہ شمشاد پری کا سچے دل سے شکریہ ادا کیا۔

دونوں کی بڑی مہمانداری کی۔ اپنے ملک کی سیر کرائی۔

اس کے بعد عمرو کو نارانا شی پھل منگوا کر دیئے۔ جس پر عمرو نے شہزادی کا شکریہ ادا کیا۔

یوں بہادر نوجوان عمرو اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔

کوہِ سفید سے رخصت ہونے کے بعد وہ واپسی میں شمشاد پری کے دیس میں بھی رکا۔

شمشاد پری اس کے ہمراہ جانے کے لئے مصر تھی لہٰذا عمرو اس کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اس کو بھی اپنے وطن ہمراہ لے گیا۔

جب عمرو اپنے وطن صحیح سلامت واپس پہنچا تو اس کے گاؤں نے اس کا شاندار استقبال کیا۔

عمرو دوڑ کر اپنے گھر پہنچا جہاں اس کی ماں شدید بیماری کے باعث زندگی کے آخری سانس لے رہی تھی۔ عمرو نے ماں کو سلام کیا۔

ماں نے آنکھیں کھولیں

اور

نحیف آواز میں بولی۔

''تو کہاں چلا گیا تھا بیٹا عمرو۔ اچھا ہوا تو آ گیا مرنے سے پہلے تیری صورت تو دیکھ لی۔ اب میں سکون سے مر سکوں گی۔''

عمرو بولا۔

''نہیں ماں اب تم زندہ رہو گی۔ میں تمہارے لئے وہ چیز لایا ہوں جو تمہیں نئی زندگی عطا کرے گی۔''

''یہ پھل کھالو ماں۔ فوراً کھالو۔'' چنانچہ ماں نے پھل کھالیا۔

چند لمحوں کے اندر اندر اس کے مردہ جسم میں زندگی کی لہر دوڑ نے لگی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ عمرو اور قمر و خوشی کے مارے ماں سے لپٹ گئے اور خدا کا شکر ادا کرنے لگے پھر عمرو نے شمشاد پری کو ماں سے ملایا۔

آخر ماں سے اجازت لے کر عمرو نے شمشاد کے ساتھ شادی کر لی اور سب ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگے۔

ختم شد